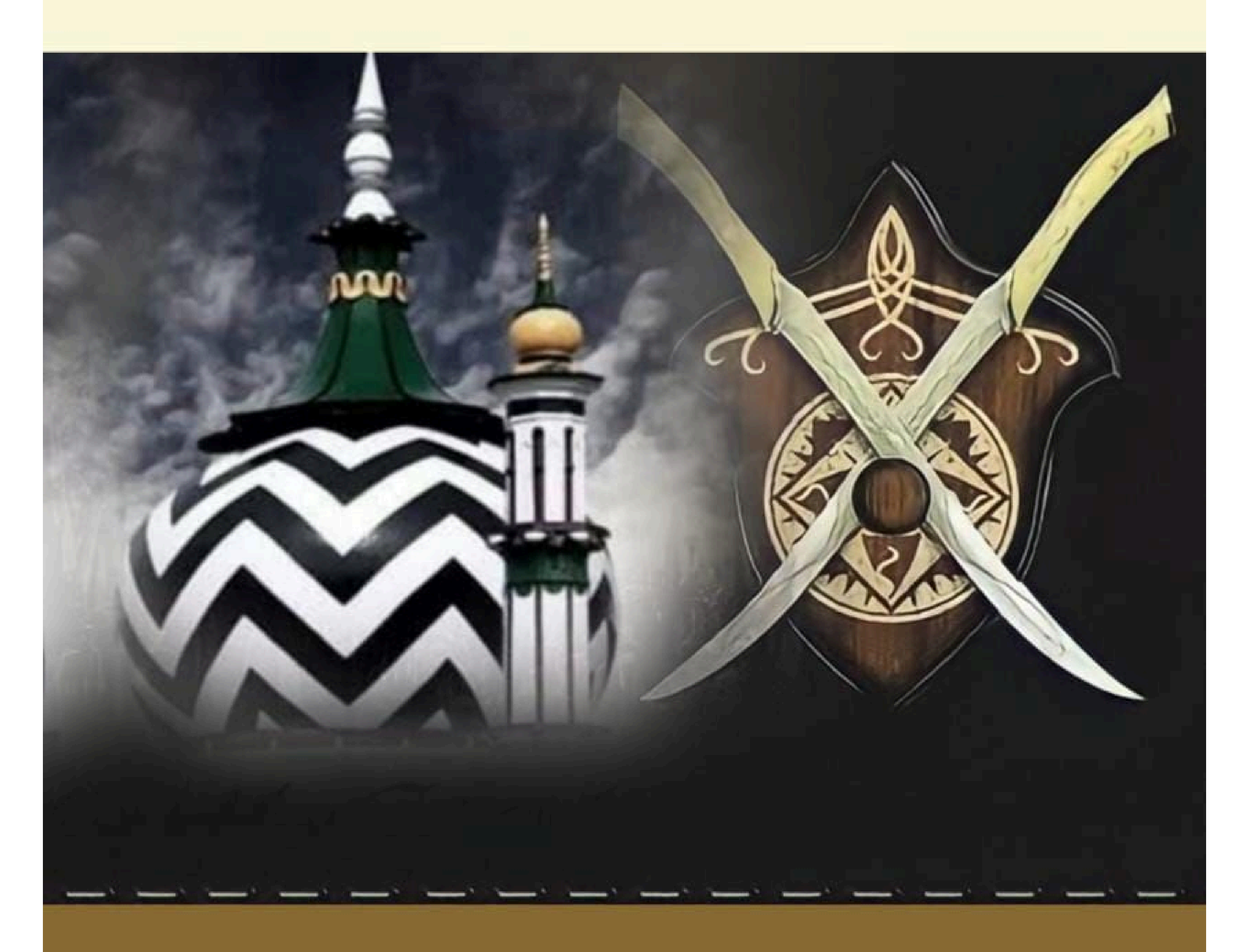
السیف الرضا علی عنق الرجل المنافق جمن رضا

(رضا کی تلوار منافق آدمی جمن رضا کی گردن پر)



تصنیف لطیف

ترجمان مسلک رضا، خادم اہلسنت

مولانا مفتی لقمان رشید نوری زید مجدہ

نظر ثانی

خادم الحدیث النبوی الشریف

سید عاقب حسین رضوی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین اسلام کی خدمت کا لیبل لگا کر علماء ذیشان، مفتیان کرام اور محققین اہل سنت کی توہین و تذلیل اور تضحیک کرنے والے سوشل میڈیا کے پلٹ فارم پر ایکٹو ایک مشہور فتنے کا رد بلیغ۔

السیف الرضا

علی عنق الرجل المنافق

"جمن رضا"

(رضا کی تلوار منافق آدمی "جمن رضا کی گردن پر")

تصنیف لطیف

ترجمان مسلک رضا، خادم اہلسنت

مولانا مفتی لقمان رشید نوری

نظر ثانی

خادم الحدیث النبوی الشریف

سید عاقب حسین رضوی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السیف الرضا علی عنق جمن رضا

(رضا کی تلوار جمن رضا کی گردن پر)

جیسے جیسے وقت گذر تا جارہا ہے دین اسلام اور محافظین اسلام کے خلاف فتنے سر اٹھاتے جا رہے ہیں، محافظین اسلام (علماء و مفتیان کرام) کو ہر گذرتے وقت کے ساتھ ایک نئے سے نئے فتنے کا سامنا کرنا پڑتا ہے، موجودہ دور چونکہ سوشل میڈیا کا دور ہے کہ جس میں انسان اپنا پیغام چند لمحوں کے اندر پوری دنیا میں پھیلا سکتا ہے، سوشل میڈیا کہ جہاں بہت سارے فوائد ہیں، وہیں بہت سارے نقصات بھی ہیں، ہر دوسرا بندہ جو علم و عمل سے عاری، جہالت کی وادیوں میں گم کہیں نشہ پی کر بیٹھا ہو، جب اس کو ہوش آئے تو وہ کوئی اور کام کرے یا نہ کرے دو"(2)"کام ضرور کرتا ہے۔

(1)۔ وارثین انبیاء، محافظین اسلام یعنی علما کرام اور مفتیان کرام کے بارے میں دریدہ دہنی
(2)۔ معاشرے میں موجود افراد کی کردار کشی اور برائی

یہ وہ دو کام ہیں جس بڑی تیزی سے معاشرے میں پھیلتے جا رہے ہیں، بد قسمتی یہ ہے کہ اس کی ذد سے علماء کرام اور مفتیاں عظام تک محفوظ نہیں، ہر ایسا بندہ جس کا فقاہت سے دور دور تک علاقہ نہ ہو، درس نظامی کی کسی کتاب کو پڑھنا تو دور کی بات ہے مدارس کی شکل تک نہ دیکھی ہو ایسے بندے بھی علماء کرام کے ساتھ پنگا لینے میں کوئی عار (شرم) تک محسوس نہیں کرتے، بلکہ اس کو اپنی زندگی کے شاید قابل فخر کارناموں میں گردانتے ہیں۔

تحریر لکھنے کا مقصد:

آج ہمارے ایک گروپ میں ایک روایت کے حوالے سے سوال ہوا تو ہمارے ایک صاحب کی طرف سے جو جواب دیا گیا۔۔۔۔وہ سوال وجواب بعینہ آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔۔۔اس کے بعد ہم مزید گفتگو کرتے ہیں۔۔۔

سوال: کتے کی تخلیق کے متعلق جو واقعہ ملتا ہے کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر تھوکا تھا اور شیطان کی اسی تھوک سے کتے کی تخلیق ہوئی کیا یہ واقعہ کسی کتاب میں ہے؟

جواب: یہ واقعہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے عام طور پر شیعہ کی کتب میں موجود ہے۔ البتہ علامہ عینی علیہ الرحمہ نے شرح ابو داود میں اپنے اساتذہ کے حوالے سے اس بات کو بلا حوالہ وسند ذکر فرمایا ہے۔

(شرح سنن ابي داود للعيني جلد 1 صفحہ 505۔506 مکتبۃ الرشد ریاض)

لیکن اس روایت کے متعلق علامہ مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ سے سوال ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ کتا بننے کی جو روایت آپ نے لکھی ہے یہ روایت بے بنیاد اور لغو ہے۔ صحیح روایت میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

(وقار الفتاوی، ج 1، ص 344 بزم وقار الدین)

واللہ اعلم بالصواب

ابو الحسن محمد شعیب خان

7 جولائی 2020

معزز قارئین:

سوال وجواب کو بعینہ آپ کے سامنے رکھا گیا ہے۔ مذکورہ جواب پر انڈیا کے ایک صاحب بنام **"محمد منظر رضا"** صاحب نے اختلاف کرتے ہوئے یہ جواب لکھا کہ۔۔۔

"علامہ عینی شرح سنن داود، علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان رحمہ اللہ علیہم میں نقل کرنا ہی ہمارے لئے کافی و شافی ہے"

تبصرہ:

"**منظر رضا صاحب**" کا یہ جواب کس قدر حماقت اور اصول حدیث سے ناواقفی پر دال ہے اس کا آگے چل کر تفصیلی جواب دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

اس پر ایک صاحب بنام "سید علی رضا" صاحب نے یہ کہا کہ۔۔۔ "جب سند نہ ہو تو پھر کیسے کافی ہو گیا۔۔؟"

تو اس پر علامہ صاحب نے کہا کہ۔۔۔۔۔۔ "علامہ عینی کا اپنے استاذ (سے) نقل کرنا ہی کافی ہے"۔۔۔۔۔

پھر ایک شخص کے جواب میں موصوف نے کہا کہ "ہر جگہ سند کا ہونا کافی نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔

پھر ایک میسج کے جواب میں موصوف نے کہا کہ۔۔۔۔۔ "سب کتب تفسیر میں سند مذکور نہیں تو کیا وہ حدیثیں نہیں مانے گے"

گذارش:

کسی دینی مسئلہ میں اختلاف ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں، علماء کا آپس میں اختلاف ہوتا رہتا ہے، متقدمین سے لے کر متاخرین تک کوئی عالم یا مفتی ایسا نہ ملے گا کہ جس سے کسی مسئلہ میں اختلاف نہ ہوا ہو۔۔۔۔ اس روایت پر تحقیقی جواب ہم اس مضمون کے آخر میں ذکر کریں گے۔۔۔۔ سر دست اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ ابھی اسی روایت کے تناظر میں یہ بات چیت جاری تھی، کہ بندہ ناچیز (**مفتی لقمان رشید نوری**) نے انڈیا کے عالم صاحب کو (جنہوں نے یہ کہا کہ کتاب میں ہونا ہی صحیح ہونے کے لیے کافی ہے ، یا کسی امام کا اس کو روایت کرنا ہی اس کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہے) بار بار عرض کیا کہ یہ روایت بے سند ہے اور ویسے بھی عقل و نقل کے خلاف ہے لہذا آپکا اس کو من و عن تسلیم کر لینا درست نہیں۔۔۔ لیکن وہ صاحب بات کو تسلیم نا کرنے پر اڑ گئے۔۔۔ میں (**مفتی لقمان رشید نوری**) چونکہ ان سے واقف نہیں تھا کہ یہ کوئی عالم صاحب ہیں یا کوئی اور، نیز عوام میں سے کوئی بندہ ہے یا کوئی بد مذہب ہے۔۔۔ اس لیے زرا سخت انداز اور سخت الفاظ میں بھی سمجھایا کہ خدارا انصاف سے کام لیا جائے، ورنہ موصوف جس اصول پر تھے اس اصول کو مطلقا قبول کر لینا تو اسلام کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دے گا (یہی بات میں نے گروپ میں بھی کی)۔۔۔۔ کافی احباب کے سمجھانے کے باوجود موصوف نا سمجھ پائے۔۔۔ لہذا بات طول پکڑ گئی، انداز تکلم میں بھی سختی برتی گئی

،میرے آف لائن ہوتے ہی ایک صاحب بنام **"جمن رضا"** میرے خلاف بولنا اور اول فول بکنا شروع ہو گئے، **اور** میرے پہلے جواب سے ہی عاجز آ کر اور مخبوط الحواس ہو کر اس بندے نے مجھے روپ سے ریموو کر دیا، اور مجھے ریموو کرنے کے بعد میرے بارے میں علماء کو متنفر کرنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔

ایک صاحب جو میرے بڑے پیارے دوست ہیں، **"عبد الرحمن عطاری"** ان سے بھی اس بندے نے پنگے بازیاں کیں ،اور میرے دوست ہونے کی وجہ سے طعن تشنیع بھی کی، بد تمیزی کرنا، ذاتیات پر گفتگو کرنا **"جمن رضا"** کی گویا گھٹی میں شامل ہے ، کبھی **"عبد الرحمن عطاری"** کو اس بات کے طعنے دیتا ہے کہ میں اس کا دوست ہوں، کبھی کہتا ہے کہ فتوی چور مفتی ہے، کبھی کیا کہتا ہے اور کبھی کیا۔۔۔

معزز قارئین:

میرے خلاف کوئی بولے تو صاحب علم بولے، آج کل کے جاہل لوگ جنہوں نے جامعہ کی شکل تک نہیں دیکھی، درس نظامی کی کتاب تک نہیں پڑھی، جنہوں نے کتنے علماء و مفتیان کے بارے میں عوام اہل سنت کو متنفر کر دیا، کتنے مفتیان کرام کی عزت کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں ، کتنوں کے وقار اور علمی تشخص کو داغدار کرنے کی کوشش ناپاک کوشش کی اور کر بھی رہے ہیں۔۔۔۔ ایسے افراد بھی اگر ہمارے علماء کے آپسی مسائل میں ٹانگ اڑائیں گے، تو اس پر شاید یوں کہا جا سکتا ہے۔۔۔

یوں ہی تو نہیں چمن کی تباہیاں

کچھ باغباں ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے

"عبد الرحمن عطاری" سے جب اس بندے نے میرے حوالے سے زبان طعن دراز کی تو انہوں نے کہا کہ علماء کا تو آپس میں اختلاف ہوتا رہتا ہے، فقہاء، محدثین اور مجتہدین کے اختلاف سے کتب بھری پڑی ہیں لیکن انہوں نے تو ایسی باتیں نہ کیں جیسی تم کر رہے ہو، پھر **"عبد الرحمن عطاری"** نے کہا کہ کل تم مجھے کہہ رہے تھے کہ علماء سے صرف وہی اختلاف کرے کہ جو بذات خود عالم ہو، اور مفتی سے وہی اختلاف کرے کہ جو بذات خود مفتی ہو، **"عبد الرحمن عطاری"** نے کہا کہ جس بندے کے بارے میں تم

زبان چلارہے ہو وہ ایک جید عالم دین اور مفتی ہیں، تو اب مجھے بتاؤ کہ تم نے کہاں سے درس نظامی کیا ہے، اور تم نے کس جامعہ سے فارغ التحصیل ہو، جو ایک عالم دین پر زبان چلا رہے ہو، تم نے تو مدرسہ کی شکل تک نہیں دیکھی اور کسی کتاب کو پڑھا تک نہیں ہے اور یہاں پر تم ایک عالم دین اور مفتی پر زبان چلا رہے ہو، لیکن اس بات کا جواب تو **"جمن رضا"** مرتے دم تک نہیں دے سکتا، کہ اس نے کہاں سے درس نظامی کیا ہے، کیونکہ جس بندے کا کام ہی علماء کی تذلیل و تضحیک ہے، جو بندہ خود جہالت کا پلندہ ہے، اور بغض علماء میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے میں مصروف عمل ہے، تو ایسے بندے کو علم دین کا نور کیسے حاصل ہو سکتا ہے، بہر حال **"جمن رضا"** صاحب اس بات کا جواب نہ دے سکے کہ انہوں نے کہاں سے نظامی کیا ہے، بلکہ الٹا کہنے لگے کہ تمہارا یہ دوست نام ناد مفتی ہے، یہ گوگل سے مواد کاپی کر لیتا ہے، اور کسی اور کے فتوی پر اپنا نام لکھ دیتا ہے، اس نے مفتی عبید رضا صاحب کے فتوی میں ایسا کیا ہے۔۔۔وغیرہ وغیرہ

حالانکہ:

اس جاہل مطلق کو اتنا نہیں پتا کہ تحریر ہمیشہ گوگل کی مدد سے ہی لکھی جاتی ہے، اور گوگل کی مدد سے ہی مکتبہ شاملہ وغیرہ کی مدد سے تحریر لکھی جاتی ہے، لیکن اندر چونکہ اس کے گند بھرا ہوا ہے اس لیے اس یہ نہیں پتا کہ زبان سے کیا نکل رہا ہے، اس لیے بندہ طعنہ دے تو اس بات کا تو دے کہ جس کا طعنہ دیا جا سکتا ہو۔۔۔

جہاں تک میرے مفتی ہونے کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھے اپنے دین اسلام کی آبیاری، سرفرازی، اور سربلندی کی خدمت کے لیے چنا، حفظ قرآن مجید کے بعد مروجہ عوم وفنون کے ساتھ درس نظامی کی تکمیل ہوئی، درجہ اولی سے لے کر دورہ حدیث شریف تک ہمیشہ اول پوزیشن رہی، بعد ازاں دو سالہ تخصص (مفتی کورس) ممتاز مع الشرف کیا، جس میں باقاعدہ فتوی نویسی کی خدمات سر انجام دیں۔ الحمد للہ

لہذا **"جمن رضا"** جیسے کیڑے مکوڑوں کو آج ہم ہضم نہیں ہو رہے تو اپنا علاج کروائیں جا کر، ہمارے بارے میں زبان طعن دراز نہ کریں اور نا ہی ذاتیات پر گفتگو کریں، اور اپنے بنائے ہوئے اصول کے مطابق پہلے میری طرح عالم دین بنیں اور پھر مفتی کورس کریں اور پھر آ کر ہمارے ساتھ بات کریں۔

تیسری بات جو اس نے کہی کہ میں کسی کے فتوی کے آگے اپنا نام لگالیتاہوں تو یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جس کی مثال بیان نہیں کی جاسکتی، یہ بات کہ میں کبھی کسی کے فتوی کے آگے اپنا نام لگایاہو، اس بات ثابت کرنے کے لیے **"جمن رضا"** دوبارہ بھی پیدا ہو کر آجائے تب بھی ثابت نہیں کر سکتا، یہ مر تو سکتاہے، زہر کا پیالہ تو پی سکتاہے لیکن یہ بات ثابت نہیں کر سکتا، میں یہ بات آج بھی چیلنج کرتاہوں، کہ اگر **"جمن رضا"** میں دم ہے تو میری کوئی ایک ایسی تحریر پیش کرے کہ جس میں میں نے مفتی عبد رضا صاحب کے یا کسی اور کے فتوی میں ایسا کیاہو۔۔ لیکن۔۔۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہیں

نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ النَّبِيِّ قَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ. وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ بولے گا۔ وعدہ کرے گا تو خلاف ورزی کرے گا اور امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے گا۔''

(بخاري، الصحیح، 21:1، رقم:33، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر)

(مسلم، الصحیح، 78:1، رقم:59، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربي)

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْن عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

ترجمہ: ''حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں نفاق کا ایک حصہ ہے،

یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ جب امانت سپرد کی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑے تو بیہودہ بکے۔"

(بخاري، الصحيح، 21:1، رقم:34)
(مسلم، الصحيح، 78:1، رقم:58)

درج ذیل دونوں احادیث مبارکہ میں یہ بات کہ "جب بات کرے تو جھوٹ بولے" اور یہ بات کہ "اور جب جھگڑے تو بیہودہ بکے **"جمن رضا"** پر مکمل طور پر صادق آتی ہیں، میں آج بھی کہتا ہوں کہ مفتی عبید رضا صاحب کا کوئی ایسا فتوی کہ جس کے آخر میں میرا نام لکھا ہو وہ پیش کرے، ورنہ یاد رکھے کہ قیامت کے دن میں اس کا گریبان پکڑوں گا۔

میرے جو قریبی دوست ہیں وہ میری اس عادت کو جانتے ہیں کہ میں تو کسی حدیث پر مکمل تحقیق کر کے پھر بھی اپنا نام نہیں لکھتا، بلکہ اپنی تحقیق حدیث کی ٹیم کو کہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے نام سے اس کو وائرل کر دیجیے، تو جب میں اپنی تحریر کے آخر میں اپنا نام نہیں لکھتا، تو کسی دوسرے کی تحریر پر کیسے نام لکھ سکتا ہوں۔

"جمن رضا کا طریقہ واردات"۔

"جمن رضا" کا طریقہ واردات یہ ہے کہ مختلف علماء کرام کو مختلف واٹس ایپ گروپ میں ایڈ کرتا ہے، اور جب کسی مفتی صاحب کا فتوی پسند نا آئے یا وہ مفتی صاحب کے اس کی کسی بات پر گرفت کریں تو پھر یہ ہوتا ہے کہ اس جیسے منافق انسان جب سامنا نہیں کر پاتے یا لاجواب ہوتے جاتے ہیں تو ایک اوچھا ہتھکنڈا استعمال کرتے ہیں، کہ اس عالم صاحب کو اولا گروپ سے ریموو کرتے ہیں اور پھر مختلف گروپوں میں اس عالم صاحب کو بدنام کرنے کے لیے اس عالم صاحب ک حوالے سے عوام میں گمراہی پھیلاتے ہیں، اب عالم صاحب تو اس گروپ میں ہوتے نہیں کہ اس کو جواب دیں سے سکیں، کیونکہ ان کو یہ بندہ ہی پہلے ہی ریموو کر دیتا ہے، اور بعد میں اپنے دل کی بھڑاس نکالتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ اس جیسے بہت سے ناسوروں سے ہمارا چونکہ سامنا ہو چکا ہے، لہذا منافقوں کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔۔۔

برباد گلستاں کرنے کو بس ایک ہی الّو کافی ہے

ہر شاخ پہ الّو بیٹھا ہو، انداز گلستاں کیا ہو گا

موجودہ المیہ اور "جمن رضا کی اصلیت"۔

آج کے دور میں سب بڑا المیہ یہ ہے کہ علماء سے اختلاف کرنے والے وہ ہیں جو دیکھ کر بھی کتاب کا نام نہیں پڑھ سکتے ۔۔۔ علماء کے خلاف زبان درازی کرنے والے اور لوگوں میں علماء کے بارے میں نفرت پھیلانے والے وہ ہیں کہ جنہوں نے جامعہ کی شکل تک نہیں دیکھی۔۔۔ علماء سے اختلاف کرنے والے اور مختلف پلیٹ فارمز پر ان کی کردار کشی کرنے والے وہ ہیں کہ جن کے اپنے بارے میں جید علماء و مفتیان کرام یہ فرما چکے ہوں کہ یہ بندہ علماء و مفتیان کرام کے درمیان انتشار اور نفرت پھیلانے والا بندہ ہے۔۔۔ مختلف علماء کی تذلیل کرکے اور عوام اہل سنت کو مسلک اہل سنت سے اور علماء سے متنفر کرکے خوش ہونے والے ایک ناسور کا نام **"جمن رضا"** ہے، یہ بندہ فتوی دیکھ کر بھی صحیح اور غلط کی تمیز نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالی کی حلال کردہ اشیاء کو حرام بنا دیتا ہے۔۔۔(اس پر آگے بگلے کی حلت کا مسئلہ آگے آرہا ہے)۔

جمن رضا کا عملی کردار:

جی ہاں: معزز ناظرین:

سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارم پر ایکٹو یہ بندہ علماء کرام اور مفتیان کرام کے درمیان نفرت پھیلانے، علماء کی تذلیل کرنے، ان کو بدنام کرنے، بھولی بھالی عوام کو مفتیان کرام کے بارے میں "مس گائیڈ" کرنے اور ان کے بارے میں مختلف قسم کے خودساختہ توہمات اور وسوسے پھیلانے میں مصروف عمل ہے۔

جمن رضا سے میرا پہلا ٹاکرا۔۔۔ جمن رضا کی کذب بیانی۔

کچھ عرصہ قبل موصوف نے مجھ سے اوجڑی کے حوالے سے مسئلہ پوچھا کہ اوجڑی کھانا کیسا ہے۔۔۔؟

تو میں نے جواب دیا کہ:

اوجڑی کھانا اعلی حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تحقیق کی روشنی میں مکروہ تحریمی ہے۔۔۔۔۔ لہذا میرا ابھی یہی فتوی ہے۔۔۔۔۔ لیکن اگر اس کی حلت کا قول ایک ماہر فقیہ، مجتہد، اور اصول و فروع، جزئیات و کلیات کا ادراک کرنے والا عالم ذیشان کرے یعنی اوجڑی کو حلال قرار دے تو اس عالم صاحب کے بارے میں یہ نہ کہا

جائے کہ "تم تو گندی طبیعت والے ہو، تم خبیث النفس ہو اور تمہارے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور اب تک تمارے پیچھے اب تک جتنی بھی نمازیں لوگوں نے پڑھی ہیں، وہ سب سرے سے باطل ہیں"۔

یہ جواب میں نے **"جمن رضا"** کو دیا، اور اس پر موصوف نے کہا کہ "گندی طبیعت والا یا خبیث النفس۔۔۔" کس نے کہا ہے، تو میں نے فوراً ایک کتاب کا سکین بھیجا۔۔۔ کہ یہ دیکھیے کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے۔۔۔ میں نے کہا یہ باتیں مناسب نہیں، کہ ایک عالم ذیشان کو ہم اس طرح کہیں، یہ شدت پسندی ہے۔۔۔ ویسے بھی ایک مجتہد اس مسئلہ میں اختلاف کرے تو اس پر لعن طعن نہیں کی جائے گی۔۔۔۔۔۔ لو جی۔۔۔۔ یہ بات کہنے کی دیر تھی **"منافق جمن رضا"** آپے سے باہر ہو کر آگ بگولہ ہو گیا، اور فوراً وہی کام کیا کہ مجھے گروپ سے ریموو کیا۔۔۔ اور مختلف گروپس میں میرے حوالے سے یہ تحریر وائرل کی کہ۔۔۔۔

"آج ایک مفتی پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اعلیٰ حضرت سے زیادہ علم والا بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اعلحضرت علیہ الرحمہ کا اوجڑی کو مکروہ تحریمی قرار دینا غلط ہے اور شدت پسندی ہے، لہذا اوجڑی مکروہ تحریمی نہیں ہے"۔

میں نے بارہا عرض کیا سمجھایا، کہ بھائی: میرا یہ مؤقف نہیں ہے اور نا ہی میں نے ایسی کوئی بات کی ہے۔۔ لیکن بے سود، جو کام موصوف کے ذمہ تھا، (یعنی منافقت اور کذب بیانی کا) موصوف کرتے رہے، بہت سی جگہ سے موصوف کو ذلت بھی اٹھانی پڑی، غیرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ موصوف اپنی غلطی تسلیم کرتے یا پھر چلو بھر پانی لیتے اور اس میں ڈوب مرتے، لیکن موصوف اپنی شیطانی حرکات سے باز نہ آئے، ایک مفتی صاحب (جن کا نام اس وقت ذہن میں نہیں) کو میرے خلاف تیار کیا (یا ان کی باتوں میں آ کر وہ خود تیار ہو گئے۔ واللہ اعلم بالصواب)، خوب بھرا، اکسایا، متنفر کیا، میرے ساتھ بات کے لیے تیار کیا (یا ان کی باتوں میں آ کر وہ تیار ہو گئے)۔۔۔ جب وہ مفتی صاحب میرے ساتھ بات کرنے کے لیے آئے تو پہلے ہی منٹ میں مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ

"مجھے تو وہ بندہ آپ کا مؤقف کچھ اور بتا رہا تھا"

لیکن میرے علم کے مطابق ابھی تک **"جمن رضا"** نے اپنی اس منافقت اور کذب بیانی سے توبہ نہیں کی۔۔۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جمن رضا سے میرا دوسرا ٹاکرا۔۔۔ جمن رضا کی کذب بیانی۔

دوسری بار موصوف سے میرا ٹاکرا میرے واٹس ایپ گروپ **"شرعی مسائل گروپ"** میں ہوا،

👇👇👇👇👇👇👇

سیہ، سیہہ، سیہی یہ سب ایک ہی جانور کے نام ہیں جو چوہے کے مثل اور خاردار ہوتا ہے، فارسی میں اسے خارپشت، پشتو میں شیشکے، انگریزی میں (hedgehog) اور عربی میں اسے "**قنفذ**" کہتے ہیں۔

قنفذ کی دو قسمیں ہیں،۔(1) چھوٹی اور (2) بڑی۔۔۔اور دونوں ہی حرام ہیں۔

کیوں کہ دونوں خبائث میں داخل ہیں،" قاضی خان"، "ردالمحتار" وغیرہ میں " **قنفذ** "کو حرام جانوروں میں شمار کیا ہے اور چھوٹی بڑی قسم کی تفصیل نہیں کی جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دونوں قسمیں حرام ہیں، چنانچہ سیہ جانور (قنفذ) مطلقاً حرام ہے، چاہے اوجڑی والا ہو یا بغیر اوجڑی والا ہو۔ (مستفاد از کفایت المفتی، جلد:9/ صفحہ 128)

بڑے "**قنفذ**" کی طرح کا ایک جانور ہے جس کا نام دلدل ہے (پشتو میں اس کو شکونڑ کہتے ہیں)، بعض علماء اس کو "**قنفذ**" ہی کی ایک نوع شمار کر کے اس کو بھی حرام قرار دیتے ہیں، جب کہ بعض علماء اور جدید اہل تحقیق دونوں کو الگ نوع قرار دیتے ہوئے "**قنفذ**" کو تو حشرات الارض میں سے شمار کر کے حرام قرار دیتے ہیں اور دلدل کو گھاس کھانے والا حیوان قرار دے کر حلال کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے ممکن ہے کہ دلدل کی دو قسمیں ہوں، ایک قنفذ کی بڑی نوع جو تمام باتوں میں قنفذ کے مشابہہ ہوتا ہے (یعنی گندگی اور کیڑے مکوڑے کھانے میں، ہوام الارض ہونے میں اور کتے کی طرح پانی پینے وغیرہ میں) اس لیے دلدل کی اس قسم کا حکم تو " **قنفذ** " کی طرح ہوگا یعنی حرام، اور دوسری قسم دلدل کی وہ جس میں " **قنفذ** "کے برعکس حلال جانوروں کی صفات پائی جاتی ہیں (یعنی وہ گھاس کھاتا ہے، ہوام الارض میں سے نہیں ہے، ذوناب شکاری نہیں ہے، کتے کے بجائے بکری کی طرح پانی پیتا ہے) اس لیے دلدل کی یہ قسم حلال ہوگی۔

(مستفاد از فتاوی دارالعلوم زکریا، جلد:6/ صفحہ 260)

الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (ردالمحتار) (جلد6 / صفحہ 304):

"(ولا) (الحشرات) هي صغار دواب الأرض واحدها حشرة.

(قوله: واحدها حشرة) بالتحريك فيهما: كالفأرة والوزغة وسام أبرص والقنفذ والحية والضفدع والزنبور والبرغوث والقمل والذباب والبعوض والقراد".

ایک سائل (بنام ادریس) نے مجھ سے سوال کیا کہ۔۔۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سہ ایک جانور ہے, کیا اس کا کھانا حلال ہے۔۔۔؟

اور دوسرا کیا بگلا کھانا حلال ہے اور کونسا کھانا حلال ہے اور جو کھانا حلال نہیں اس کی علت کیا ہے"۔؟

تو اس پر میں نے جواب دیا کہ:

"سیہہ حرام ہے۔اور۔۔بگلا حلال ہے۔"

اب **"جمن رضا"** نے جو گروپ کے اندر جو میسج کیا وہ یہ ہے۔۔۔

"استغفر اللہ"

"دونوں حلال ہے مفتی صاحب فی نظر"

معزز قارئین:

جو بندہ خود حلال و حرام میں تمیز نہیں کر سکتا، بلکہ جس کے سامنے درست مسئلہ بیان کیا جائے، اور وہ پھر بھی نا سمجھ سکے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام اور حرام کو حلال بنادے، تو اس بندے کی جہالت پر اور علمی یتیم ہونے پر اور کیا کہا جا سکتا ہے، سوائے اس بات کے، کہ اس نے ساری زندگی علماء کے خلاف پرپیگنڈا کرنے میں گذار دی ہے، یا یہ ساری زندگی کسی پچھڑ خانے میں بیٹھ کر گزار رہا ہے۔ فیاللعجب۔۔۔

ہائے تیری جہالت امت کو کہاں لے گئی

جمن رضا کی مزید جہالت:

"جب جمن رضا" نے یہ کہا کہ "استغفر اللہ"، "دونوں حلال ہے مفتی صاحب فی نظر"۔۔۔۔ تو اس پر میں نے یہ جواب دیا۔

"یہ دلائل حرمت کے ہیں

حیاۃ الحیوان دمیری، صفحہ 219/ جلد 2، میں ہے:

"القنفذ وهو صنفان: قنفذ يكون بأرض مصر قدر الفار، ودلدل يكون بأرض الشام والعراق في قدر الكلب القلطي، والفرق بينهما كالفرق بين الجراد و الفار، قالوا: إن القنفذ إذا جاع يصعد الكرم منكساً فيقطع العناقيد و يرمي بها ثم ينزل فيأكل منها ما أطاق فإن كان له فراخ تمرغ في الباقي ليشتبک في شركه ويذهب به إلى أولاده وهو لا يظهر إلا ليلاً. انتهى. ثم قال: وقال أبو حنيفة والإمام أحمد: لايحل إلى قوله: فقال شيخ عنده سمعت أبا هريرة يقول: ذكر القنفذ عند رسول الله ﷺ فقال: خبيث من الخبائث""

معزز قارئین:

یہ دلائل کہاں سے لیے گئے ہیں، اوپر متعلقہ کتاب و فتاوی کا نام لکھ دیا گیا ہے۔ جب یہ دلائل میں نے سینڈ کیے تو **"جمن رضا"** کی تو سیٹی ہی گم ہوگئی، اور حواس باختہ ہوگئے، لہٰذا اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لیے موصوف نے ایک نیا شوشا چھوڑا، وہ یہ کہ سائل تو خرگوش کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔

واہ رے **"جمن رضا"** تیری جہالت

تو اس پر میں نے **(مفتی لقمان رشید نوری نے)** فوراً "سیہ" کی تصویر سینڈ کی، جس پر سائل نے کہا کہ میں تو اس جانور کے بارے میں ہی پوچھ رہا ہوں، جس جانور کے بارے میں **"مفتی صاحب"** فرما رہے ہیں بہر حال "جمن رضا" کے اس نئے شوشے اور تاریخی "بلنڈر" پر سائل نے "جمن رضا" سے کہا کہ۔۔۔

" نہیں حضور یہ مراد نہیں بلکہ مفتی صاحب جو فرما رہے ہیں وہی مراد تھی "

میں نے "جمن رضا" کا احترام کرتے ہوئے درج ذیل مہذب انداز میں میسج کیا۔۔

" اگر کوئی اور جانور ہے تو سائل یا ہمارے جمن رضا بھائی ارشاد فرما سکتے ہیں۔ "

اور اوپر جو جمن رضا نے میرے جواب پر " استغفر اللہ " کہا تھا، اس پر میں نے درج ذیل جواب دیا۔۔۔

" استغفر اللہ پڑھنے کی بجائے، آپ میری غلطی پر علمی اصلاح کر سکتے ہیں۔ مجھے غلطی ہونے کی صورت میں کوئی جھجک نہیں ہو گی۔ بلکہ آپ کا شکر ادا کیا جائے گا میرے بھائی"۔

معزز قارئین:

کیا میرے الفاظ میں کوئی غلطی ہے، کیا ایسے الفاظ ہیں کہ جس سے کسی کی عزت نفس مجروح ہوتی ہو، لیکن **"جمن رضا"** جیسا منافق انسان ان تمام باتوں سے عاری ہے، اور کسی نہ کسی طریقے سے اسی بات کے پیچھے پڑا رہتا ہے کہ بس میری جہالت کی دھاک بیٹھ جائے، چاہے حدود اسلام کا خون ہو جائے، اس بندے کو اس کی کوئی پرواہ نہیں، آپ اندازہ لگائیے کہ اس قدر تفصیلی وضاحت کے باوجود **"جمن رضا"** ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ مفتی صاحب نے درست مسئلہ بتایا ہے اور میں غلطی پر ہوں، لہذا "جمن رضا" صاحب پھر سائل کا ذہن بنانے کے لیے اور اپنی کسی نہ کسی طریقے سے عزت بچانے کے لیے کہنے لگے۔۔۔

" بھائی آپ نے خرگوش کا پوچھا ہے یا دوسرے کسی کا"

حالانکہ وہ بچارہ تو پہلے بھی صفائی دے چکا تھا، کہ میں نے خرگوش کا تو پوچھا ہی نہیں، اور جب میں نے "سہہ" کی تصویر سینڈ کی تھی تو وہ تو اس وقت بھی کہہ رہا تھا کہ میں اس جانور کے بارے میں پوچھ رہا ہوں خرگوش کے بارے میں نہیں۔۔۔ جب کسی طریقے سے دال گلتی معلوم نہ ہوئی تو "جمن رضا" نے اولا تو یہ میسج کیا۔۔۔

" معزرت خواہ ہوں مجھے سمجھنے میں غلطی ہو گئی"

بگلہ سے متعلق سائل کا مزید استفسار:

اوپر چونکہ بگلہ کا حکم مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا تھا، لہذا سائل نے اس دوران یہ وضاحت مانگی کہ

"بگلہ کی حلت کی وجہ کیا ہے۔۔۔۔۔؟"

تو اس پر بندہ ناچیز نے یہ تحریر بھیجی:

"پرندوں کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق شریعت کا اصول یہ ہے کہ ہر وہ پرندہ جس کے پنجے ہوں اور وہ اُن پنجوں سے شکار بھی کرتا ہو تو وہ پرندہ حرام ہوگا اور جس پرندے کے پنجے ہی نہ ہوں یا پنجے تو ہوں لیکن وہ اُن سے شکار نہ کرتا ہو تو وہ پرندہ حلال ہوگا۔

اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو بگلا حلال پرندہ ہے کیونکہ یہ پنجوں سے شکار کر کے نہیں کھاتا، لہذا اسے کھانا بالکل حلال و جائز ہے.

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن كل ذى ناب من السباع و عن كل ذى مخلب من الطير'' ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نوکیلے دانت والے درندے اور پنجے والے پرندے سے منع فرمایا ہے (یعنی ان کو کھانے سے منع فرمایا ہے)۔

(صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 147، مطبوعہ کراچی)

علامہ ابو بکر بن علی بن محمد حدید زبیدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''قوله : (و لايجوز اكل كل ذى ناب من السباع و لا ذى مِخلب من الطير) المراد من ذى الناب ان يكون له ناب يصطاد به و كذا من ذى المخلب''

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کا، قول:

"ہر نوکیلے دانت والے درندوں اور پنجوں والے پرندوں کا کھانا جائز نہیں ہے" (اس میں) نوکیلے دانتوں سے مراد یہ کہ اُس کے ایسے نوکیلے دانت ہوں جن سے وہ شکار کرتا ہو اور اسی طرح پنجوں سے مراد (یہ) ہے (کہ اُن سے وہ پرندہ پنجوں سے شکار بھی کرتا ہو۔) (الجوھرۃ النیرۃ، جلد 2، صفحہ 443، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

فیصلہ کن موڑ اور میری وسعت ظرفی:

معزز قارئین:

اب مسئلہ اظہر من الشمس ہو چکا تھا، میرے دلائل کا جواب **"جمن رضا"** سے نہ دیا جاسکا، **"جمن رضا"** حیلوں بہانوں کے باوجود "سہہ" کو خرگوش نا بنا سکا، اور **"جمن رضا"** کی مختلف انداز میں کاروائیوں کے باوجود سائل ان کی باتوں میں نا آسکا تو اب وہ چیز باہر آگئی کہ جس کا **"جمن رضا"** صاحب درد محسوس کر کے رہے تھے، پہلے بھی اوجڑی کے مسئلہ پر مجھ سے عبرتناک شکست کھا چکے چکے تھے، بلکہ ان کے مفتی صاحب بھی سر تسلیم خم کر چکے تھے، پھر اوجڑی والے مسئلے میں مختلف لوگوں کی طرف سے مختلف واٹس ایپ گروپوں میں ان کی طبیعت صاف کی گئی تھی، ہمارے ایک شرعی مسائل کے گروپ بنام "شرعی احکام مفتی شہزاد احمد نوری" میں بھی **"محقق اہل سنت مولانا مفتی شہزاد احمد نوری صاحب زید مجدہ"** ان کی خوب طبیعت صاف کی تھی، اور فرمایا تھا کہ **"مفتی لقمان رشید نوری"** کا فتوی بالکل درست ہے، اوہ وہ ایک مضبوط عالم دین اور باعمل عالم دین ہیں، بلکہ اسی وقت گروپ کے ایڈمن **"محقق اہل سنت مولانا مفتی شہزاد احمد نوری صاحب زید مجدہ"** نے ان کو اپنے تمام گروپوں سے ریموو کر دیا تھا، اور کہا تھا کہ تم علماء کے گستاخ ہو، اور علماء پر گندی زبان استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو غلط مؤقف بیان کرتے ہو۔ تو اس طرح ان کی منافقت بے نقاب ہوگئی تھی، لیکن ابھی تک ان ضربوں کی شدت کو یہ نہیں بھلا سکے تھے، پرانے زخم ان کو ستا رہے تھے، اور ان سے ابھی تک ان کا خون رس رہا تھا۔

"جمن رضا" کی معذرت پر جو میں نے میسج کیا وہ یہ تھا۔۔۔

"کوئی بات نہیں قبلہ، مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی تھی۔ آپ نے توجہ کی۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین"

اب اس سے زیادہ اور وسعت ظرفی کا کیا مظاہرہ کیا جائے، لیکن **"جمن رضا"** صاحب کو تو اپنی تکلیف ستا رہی تھی، لہذا فوراً سے گروپ کے اندر ایک تحریر سینڈ کی، اس لمبی چوڑی تحریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کسی کے نام کی تحریر کو اپنے نام کے ساتھ آگے سینڈ نا کیا جائے۔۔۔ یہ بات تو **"جمن رضا"** صاحب کی درست تھی، اس سے میں اتفاق کرتا ہوں، لیکن یہ معاملہ ابھی یہاں نہیں رکا، یہاں بھی جمن رضا نے انتہاء درجے کی منافقت کی، وہ اس طرح کہ مختلف گروپوں میں میرے بارے میں یہ مشہور کیا کہ اس بندے نے "مفتی عبید رضا المدنی" صاحب کے فتوے کو کاپی کر کے اپنے نام کے ساتھ وائرل کیا ہے۔ استغفر اللہ۔ (جیسا کہ اوپر عرض کر دیا گیا)۔

"**جمن رضا**" جیسے منافق انسان پر میرا یہ ایک ایسا قرض ہے کہ جو قیامت تک نہیں اتر سکتا، اور یہ بندہ قیامت تک میری کوئی ایسی تحریر یا فتوی نہیں دکھا سکتا، کہ جو لکھا تو "مفتی عبید رضا المدنی" نے ہو اور اس کو میں نے اپنے نام سے وائرل کیا ہو۔۔ہمت ہے تو پیش کرے۔۔۔۔

"فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین"

بلکہ میرے جو قریبی دوست ہیں وہ میری اس عادت کو جانتے ہیں کہ میں تو کسی حدیث پر مکمل تحقیق کر کے پھر بھی اپنا نام نہیں لکھتا، بلکہ اپنی تحقیق حدیث کی ٹیم کو کہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے نام سے اس کو وائرل کر دیجیے، تو جب میں اپنی تحریر کے آخر میں اپنا نام نہیں لکھتا، تو کسی دوسرے کی تحریر پر کیسے نام لکھ سکتا ہوں۔لہذا "**جمن رضا**" صاحب کو اس گروپ سے عبرتناک شکست کے ساتھ ریموو کر دیا گیا۔۔۔ لیکن اس کے بعد سے مختلف دوستوں کی طرف سے یہ بات بتائی جاتی رہی کہ یہ بندہ آپ کے بارے میں مختلف واٹس ایپ گروپس میں لوگوں کو مس گائیڈ کر رہا ہے، بہر حال اس کو نظر انداز کیا جاتا رہا۔

جمن رضا سے میرا تیسرا ٹاکرا۔۔۔جمن رضا کی چالاکیاں و کذب بیانیاں۔

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا کہ "جمن رضا" ایک منافق انسان ہے، اس کی منافقت اور طریقہ واردات کی مکمل تفصیل بھی اوپر عرض کر دی گئی ہے، "مفتی عارف محمود صاحب" کے بارے میں اس کی بکواسات اہل علم افراد پر مخفی نہیں ہیں، مختلف مقامات سے ذلت سمیٹنا اس کی خوراک ہو چکا ہے، اسی طرح جو افراد ان وابستہ ہیں ان سے بھی اس کی پنگا بازیاں مشہور ہیں، حتی کہ جو لوگ مجھ سے وابستہ ہیں ان سے اس بندے کی پنگا بازیاں، ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنے کے طعنے، اور نا جانے کیا کیا مغلظات بکنا اس کا وطیرہ بن چکا ہے، میں اہل علم افراد سے درخواست کروں گا اس بندے کی منافقت سے باخبر رہیں، اور اپنے آپ کو اس کے دام فریب میں مبتلا نا کریں، جس روایت کی وجہ سے یہ اچھل کود کر رہا تھا، اور دوسرے بندے کی حمایت میں کھڑا تھا آیئے سب سے پہلے تو اس تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں اوس کے بعد اس "انسانی شیطان" پر مزید گفتگو کرتے ہیں۔

ہم خاموش تھے کہ برباد نہ ہو جائے گلشن کا سکون

نادان یہ سمجھے کہ ہم میں قوت للکار نہیں

کتے کی تخلیق والی روایت پر مفتی صاحب کے ملفوظات کا تحقیقی جواب:

ہمارے گروپ میں سوال یہ پوچھا گیا کہ

سوال: کتے کی تخلیق کے متعلق جو واقعہ ملتا ہے کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر تھوکا تھا اور شیطان کی اسی تھوک سے کتے کی تخلیق ہوئی کیا یہ واقعہ کسی کتاب میں ہے ؟

جواب: یہ واقعہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے عام طور پر شیعہ کی کتب میں موجود ہے۔ البتہ علامہ عینی علیہ الرحمہ نے شرح ابو داود میں اپنے اساتذہ کے حوالے سے اس بات کو بلا حوالہ و سند ذکر فرمایا ہے۔

(شرح سنن ابی داود للعینی جلد 1 صفحہ 505۔506 مکتبۃ الرشد ریاض)

لیکن اس روایت کے متعلق علامہ مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ سے سوال ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ کتا بننے کی جو روایت آپ نے لکھی ہے یہ روایت بے بنیاد اور لغو ہے۔ صحیح روایت میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

(وقار الفتاوی، ج 1، ص 344 بزم وقار الدین)

معزز قارئین۔

ذرا "شرح سنن ابی داؤد للعینی" کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

أن السبب في امتناع الملائكة من بيت فيه كلب، أن الكلب قد خلق من بزاق الشيطان،وذلك حين كان آدم- عليه السلام- جسدا ملقى، أتى إليه الشيطان وراءه، ثم جمع الخيول، وكانت الخيول سكان الأرض حينئذ فقال لها:إن الله تعالى خلق خلقا عجيبا يريد أن يملكه الأرض وما فيها فمتى حكم فيها سخركن وذللكن، فهلم نهده ونستريح منه، فجاءت والشيطان يقدمها إلى أن قربت من جسد آدم، فبزق نحو آدم بزقة، فانتثر بزاقه،فخلق الله تعالى الكلاب من بزاقه المنثور ذلك، فحملت على الخيول وصاحت إلى أن ولت هاربة، فمن ذلك الوقت تألف الكلاب بني آدم، والملائكة تبغضها، لكونها مخلوقة منه، فلأجل ذلك لا يدخلون بيتا فيه كلب.

ترجمہ: علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے اس بات کو لے کر آئے ہیں کہ ملائکہ اس گھر میں کیوں داخل نہیں ہوتے، کہ جس میں کتا موجود ہو، پھر فرشتوں کی کتوں کی نفرت پر یہ واقعہ انہوں نے لکھ دیا۔

اہم وضاحت:

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیجیے کہ کتوں کو پالنے کی ممانعت کا حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کو شوقیہ طور پر پالا جائے، لیکن اگر اس کو حفاظت کے لیے رکھا جائے تو درست ہے، جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔۔۔

"من اتخذ كلبًا إلاّ كلب ماشية أو صيد أو زرع انتقص من أجره كل يوم قيراط".

ترجمہ: جس شخص نے جانور اور کھیتی وغیرہ کی حفاظت یا شکار کے علاوہ کسی اور مقصد سے کتا پالا، اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط کم ہو گا۔ (سنن الترمذي، رقم:149، باب ماجاء من أمسک کلباً الخ)

اب چلتے ہیں انڈیا کے معروف "مفتی صاحب" کے جوابات کی طرف۔۔۔

انڈیا کے مفتی صاحب کے جوابات کا تحقیقی جائزہ:

"کتے کی تخلیق" والی روایت اوپر پیش کر دی گئی ہے، ہمارے ایک دوست کی طرف سے جب یہ جواب سینڈ کیا گیا تو انڈیا کے مفتی صاحب اس روایت کے دفاع میں منظر عام پر آئے، اس روایت کو بچانے کے لیے انہوں نے جو جواب دیئے وہ بالکل انہیں کے الفاظ کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں، مفتی صاحب کے ملفوظات اور ان کے ساتھ بندہ ناچیز "مفتی لقمان رشید نوری" کی طرف سے انکا تحقیقی جواب بھی پیش کیا جا رہا ہے، فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ دلائل کس کے وزنی ہیں اور حق کس طرف ہے۔

مفتی صاحب کا پہلا جواب:

"علامہ عینی شرح سنن داؤد، علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان رحمہ اللہ علیہم میں نقل کرنا ہی ہمارے لئے کافی و شافی ہے"

تبصرہ:

مفتی صاحب موصوف نے یہ جواب دے کر جو علمی و تحقیقی پھول نچھاور کیے ہیں، وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں، یہ ایسا احسان ہے مفتی صاحب کا، کہ جس کو ایک لمبے عرصے تک بھلایا نہ جاسکے گا۔

مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ یہ اصول کس نے بیان کیا ہے کہ کسی کتاب میں کسی بات کا منقول ہونا ہی اس کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہے، کیا اس کی سند کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔۔۔ اکابرین کے کلام کا کیا بنے گا کہ جنہوں نے یہ فرمایا کہ

''الإسناد من الدين، ولو لا الإسناد لقال من شاء ما شاء''

ترجمہ: اسناد (سندیں) دین میں سے ہیں، اور اگر سندیں نہ ہوتیں تو جو شخص جو کچھ چاہتا کہتا۔

(مقدمہ صحیح مسلم، ترقیم دارالسلام: 32 وسندہ صحیح)

اسی طرح۔۔۔

''فكل مدعٍ للسنة يجب أن يطالب بالنقل الصحيح بما يقوله فإن أتى بذلک علم صدقه و قبل قوله ۔۔۔'' ترجمہ: پس ہر شخص جو سنت (ماننے) کا مدعی ہے، یہ ضروری ہے کہ وہ جو کہتا ہے اُس کے بارے میں اُس سے صحیح سند کا مطالبہ کیا جائے پھر وہ اگر یہ (صحیح سند) پیش کر دے تو اس کی سچائی معلوم ہو جاتی ہے اور اس کی بات قبول کی جاتی ہے۔۔۔

(رسالۃ السجزی الی اھل زبید فی الرد علیٰ من انکر الحرف والصوت ص 146)

اسی طرح جو کتب تفاسیر میں موضوع و منگھڑت روایات بھری پڑی ہیں ان کا کیا بنے گا، کیا ان کو آپ کے اصول کے مطابق تسلیم کیا جائے گا، یا ان کی تحقیق و تنقیح کی جائے گی۔ بے تکی روایات کا کوئی اعتبار نہیں، کتب تفاسیر میں تو ایسی بہت سی موضوع و منگھڑت روایات کی بھرمار ہے، تو کیا سارے قصے کہانیوں کو قبول کر لیا جائے، کیا ساری موضوع روایات کو قبول کر لیا جائے۔۔۔؟

مفتی صاحب کے دوسرے جواب کا جواب الجواب:

مفتی صاحب کے درج بالا ملفوظات پر ایک صاحب بنام غالبا **"سید علی رضا صاحب"** نے یہ کہا کہ۔۔۔ "جب سند نہ ہو تو پھر کیسے کافی ہو گیا۔۔۔؟"

تو اس پر علامہ صاحب نے کہا کہ۔۔۔۔۔۔

"علامہ عینی کا اپنے استاذ (سے) نقل کرنا ہی کافی ہے"۔۔۔۔

تبصرہ:

مفتی صاحب براہ کرم: خدا کا خوف کیجیے، مجھے کوئی ایک حوالہ تو پیش کیجیے، کہ کسی بندے کا لکھ دینا ہی اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے یا کسی کا لکھوا دینا ہی اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، براہ کرم انصاف کا خون نا کیجیے، اپنی کم فہمی کی بدولت ایسے لایعنی اور بے تکے اصولوں کی بدولت حدود اسلام کو منہدم کرنے کی کوشش نہ کیجیے اور تنقیح و تحقیق اور اسماء الرجال کے میدان میں اکابرین کی کوششوں اور محنتوں کا اس طرح یکسر خون نہ کیجیے، ہمت ہے تو دلائل پیش کیجیے۔

میں آپ کے سامنے ایک مثال رکھنا چاہتا ہوں، کہ ایک طرف آپ ہیں کہ جو بے تکی بات کو یہ کہہ کر مقبول بنانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ بس کسی کا لکھ دینا یا کسی استاذ کا لکھوا دینا ہی کافی ہے، جبکہ محدثین کا اصول تو یہ ہے کہ اگر کوئی ثقہ محدث کسی حدیث کو بیان کرے تو وہ اس کو بھی تحقیق و تنقیح کے بعد ہی درست قرار دیتے تھے، نا کہ آپ کی طرح کہ بس لکھا ہوا مل گیا، تو آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیساپوری'' جنہیں عُرفِ عام میں ''امام حاکم'' کہا جاتا ہے۔ آپؒ حفظِ حدیث اور علم حدیث میں ایک بلند مقام رکھتے تھے۔ آپؒ کا شمار اس وقت کے مشہور حفاظِ حدیث میں سے ہوتا ہے۔ کتاب ''معرفۃ علوم حدیث'' اور ''تذکرۃ المصنف'' میں دکتور السید معظم حسین لکھتے ہیں:

''كان الحاكم اماما جليلاحافظا عارفاً ثقةواسع العلم اتفق الناس على امامته وجلالته وعظمة قدره''

ترجمہ:۔''امام حاکم بہت بڑے حافظ، عارف اور ثقہ امام تھے اور وسعتِ علم رکھتے تھے لوگوں نے آپ کی امامت، بزرگی اور آپ کے بہت بڑے مرتبے پر اتفاق کیا ہے'

"المستدرک علی الصحیحین" میں امام حاکمؒ نے ان احادیثِ مبارکہ کو جمع فرمایا ہے جو شیخین یعنی امام بخاری و امام مسلمؒ یا کسی ایک کی شرط پر پورا اترتی ہوں ۔

جیسا کہ امام ابن الصلاح شہر زوریؒ نے ''مقدمہ'' میں ذکر کیا ہے:

''واعتنى الحاكم ابو عبد الله الحافظ بالزيادةفى عدد الحديث الصحيح على ما فى الصحيحين وجمع ذالک فى كتاب سماه المستدرک او عده ماليس فى الصحيحين ممارآه على شرط الشيخين اور على شرط البخارى وحده او على شرط مسلم وحدهٔ و ما ادى اجتهاده الى تصحيحه وان لم يكن على شرط واحد منهما''۔

ترجمہ:''امام حاکم ابو عبد اللہ الحافظؒ نے صحیحین میں جو صحیح پائی جاتی ہیں ان سے زائد کا اہتمام کیا ہے اور ان کو اس میں جمع کیا اور اس کتاب کا نام ''المستدرک'' رکھا اور اس میں وہ احادیث بیان فرمائیں جو صحیحین میں نہیں اور وہ شیخین کی شرط پر تھیں ان کو ذکر کیا جو ان کے اجتہاد کے مطابق صحیح تھیں اگرچہ وہ ان دونوں میں سے کسی کی شرط پر نہ تھیں''۔

(مقدمہ ابن صلاح، ص:38)

"المستدرک للحاکم" کی بکثرت احادیث صحیح ہیں یا حسن ہیں، بعض پہ تضعیف کی گئی ہے اور چند پہ موضوع کا حکم بھی لگایا گیا ہے-امام جلال الدین سیوطی"تدریب الراوی"میں لکھتے ہیں:

’’وقد لخص الذهبی مستدرکه وتعقب کثیرًا منه باالضعف والنکارةوجمع جزءً افیه و هی موضوعة فذکر نحوماة حدیث‘‘

ترجمہ:’’اور حافظ ذہبی نے مستدرک کا خلاصہ کیا ہے اور مستدرک کی کئی احادیث کو ضعیف اور منکر قرار دیا ہے اور ایک رسالہ میں مستدرک کی تقریباً سو موضوع احادیث جمع کی ہیں‘‘-

(تدریب الراوی، ص:377)

مفتی صاحب:

مجھے یہ بتائیے کہ جب امام حاکم جیسے محدث کی لکھی ہوئی ہر باسند بات بھی آنکھیں بند کر کے قبول نہیں کی جاسکتی، تو آپ کون ہیں یہ کہنے والے کہ بس کتاب میں لکھا ہوا مل جائے اور ہم تسلیم کر لیں گے۔

مفتی صاحب کے تیسرے جواب کا جواب الجواب

پھر ایک شخص کے جواب میں مفتی صاحب موصوف نے کہا کہ

"ہر جگہ سند کا ہونا کافی نہیں ہے"-----

تبصرہ:

مفتی صاحب:

مجھے یہ بتائیے ، کہ چلو آپ کی اس بات پر ہم کچھ دیر کے لیے خاموشی اختیار کر بھی لیں ، تو مجھے یہ بتائیے کہ ایک ایسی روایت کہ جو نقلا(صحیح سند سے) تو ثابت ہی نہیں اور عقلا بھی باطل و مردود ہے، کیا یہ ضابطہ اس مخصوص صورت حال میں بھی لاگو ہو گا۔

ایک ایسی روایت کہ جو یہ ثابت کرے کہ شیطان نے اللہ تعالی کے نبی پر تھوک پھینک دی اور اللہ تعالی نے کچھ بھی نہ کہا بلکہ اس کو اس جرءت و بے باکی پر کوئی سزا تک نہ دی۔

ایک ایسی روایت جو یہ بیان کرتی ہے کہ ایک تو اللہ تعالی نے تھوک پھینکنے پر کچھ کہا نہیں، بلکہ الٹا اسی شیطان کی تھوک سے کتے اور کتی (مذکر و مؤنث) کو پیدا فرمادیا۔۔۔ العیاذ باللہ تعالی

کیا آپ کی عقل سلیم اس بات کو تسلیم کرتی ہے، کس قدر واہیاتی گفتگو ہے یہ۔۔۔

امام غزالی علیہ الرحمہ کے شاگرد ابن عربی علیہ الرحمہ نے بھی تقریبا اپنے شیخ کی رائے کو ہی بیان کیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

" یہ بات درست نہیں ہے کہ شریعت میں کوئی ایسی چیز ہے جو عقل کے خلاف ہے، کیونکہ عقل ہی شرع کی صحت کی گواہی دیتی ہے اور اس طور پر شرع کا تزکیہ کرتی ہے۔

(قانون التاویل لابن عربی ص646)

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

" جس چیز کا علم صریح عقل سے ہو جائے وہ کبھی بھی شرع کے معارض نہیں ہو سکتی، بلکہ عقل صریح، نقل صحیح کے کبھی بھی معارض نہیں ہو سکتی۔ جن مسائل میں عام طور پر لوگ اختلاف کرتے ہیں، میں نے ان میں غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ جو باتیں صریح نصوص کے خلاف ہیں وہ محض فاسد شبہات ہیں جن کا باطل ہونا عقل سے معلوم ہوتا ہے، بلکہ عقل کے ذریعے ان (مخالف باتوں) کی ایسی نقیض کے ثبوت کا علم ہوتا ہے جو شرع کے موافق ہے۔

اس قسم کا غور میں نے بڑے اصولی مسائل میں کیا، جیسے توحید اور صفات کے مسائل، تقدیر، نبوت اور آخرت وغیرہ کے مسائل، مجھے پتہ چلا کہ جو چیز صریح عقل سے معلوم ہے، سمع و نقل اس کا ہرگز مخالف نہیں ہے، بلکہ جس نقل کے بارے میں کہا

جاتا ہے کہ یہ اُس (صریح عقل) کے خلاف ہے وہ یا تو موضوع حدیث ہوتی ہے یا اس کی دلالت (اپنے مفہوم پر) ضعیف ہوتی ہے، اگر صریح عقل نہ بھی ہو تو ایسی نقل دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، پھر جب اس کے خلاف صریح عقلی دلیل موجود ہو تو یہ نقل کیسے دلیل بن سکتی ہے؟

ہمیں علم ہے کہ انبیاء ایسی خبریں نہیں دیتے جو عقلا محال ہوں، البتہ جن باتوں میں عقل حیران ہو اس کی خبر دیتے ہیں، لہذا وہ ایسی چیز کی خبر نہیں دیتے کہ عقل جس کی نفی کرے، بلکہ ایسی چیز کی خبر دیتے ہیں جس کی معرفت سے عقل عاجز ہو"۔

(درء التعارض 1/147)

اس عبارت میں "حافظ ابن تیمیہ کے یہ الفاظ"

"جس نقل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اُس (صریح عقل) کے خلاف ہے وہ یا تو **موضوع** حدیث ہوتی ہے یا اس کی دلالت (اپنے مفہوم پر) **ضعیف** ہوتی ہے، اگر صریح عقل نہ بھی ہو تو ایسی نقل دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، پھر جب اس کے خلاف صریح عقلی دلیل موجود ہو تو یہ نقل کیسے دلیل بن سکتی ہے"

اور یہ الفاظ

"ہمیں علم ہے کہ انبیاء ایسی خبریں نہیں دیتے جو عقلا محال ہوں، البتہ جن باتوں میں عقل حیران ہو اس کی خبر دیتے ہیں"

اس روایت کے موضوع اور منگھڑت ہونے کے لیے کافی ہیں، نہ یہ روایت نقلا (صحیح سند سے) ثابت، اور نہ عقلا ثابت، لہذا باطل و مردود ہی ٹھہرے گی۔ والحمد للہ

پھر ایک میسج کے جواب میں موصوف نے کہا کہ۔۔۔۔

"سب کتب تفسیر میں سند مذکور نہیں تو کیا وہ حدیثیں نہیں مانے گے"

تبصرہ:

جب بندے کے پاس ترکش میں تیر ختم ہو جاتے ہیں تو وہ اس طرح کی باتیں کرتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ مفتی صاحب آپ کو اتنا معلوم ہی نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور ہماری بات چیت کیا ہو رہی ہے، اور دوسرا میں اس کو آپ کی جہالت کہوں یا کم علمی۔۔۔۔۔ کیا آپ نے کبھی کوئی تفسیر کی کتاب دیکھی ہے، کیا آپ نے امام مجاہد بن جبر تابعی کی تفسیر "تفسیر مجاہد"، امام سفیان ثوری کی تفسیر "تفسیر سفیان ثوری"، مجتہد مطلق امام محمد بن ادریس الشافعی کی تفسیر "تفسیر امام شافعی"، تفسیر ثعلبی، تفسیر ابن ابی حاتم اور امام ابن جریر کی "تفسیر طبری"، امام عبد الرزاق کی "تفسیر عبد الرزاق"، امام عبد اللہ ابن وہب کی تفسیر "تفسیر القرآن من الجامع" اور امام ابن منذر کی تفسیر "تفسیر ابن منذر" وغیرہ دیکھی ہیں کہ جس کے مصنفین نے تفسیر پیش کرتے ہوئے اسناد پیش کی ہیں، لیکن اس کے باوجود آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ، ان کی اسناد کو بھی اصول جرح وتعدیل اور اصول حدیث پر پرکھا جائے گا، نیز کسی مفسر کا سند نا لکھنا یہ اور بات ہے، لیکن کسی بات کا نقلا (صحیح سند سے) ثابت نا ہونا اور عقلا بھی باطل و مردود ہونا یہ اور بات ہے، کتب احادیث میں اس کا ذکر تک موجود نہ ہونا بھی اس کے باطل و مردود اور موضوع ہونے کی دلیل ہے۔

علم حدیث کا ایک اور مشہور قاعدہ ہے کہ ہر وہ حدیث جس کا وجود کتب احادیث میں نہ ہو حفاظ کے سینوں میں نہ ہو اور وہ ایسے زمانے میں ظاہر ہو جب تدوین حدیث مکمل ہو چکی ہے تو وہ روایت موضوع کہلائے گی۔

امام نور الدین ابن عراق الکنانی م963ھ رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں:

ما ذكره الإمام فخر الدين الرازي أن يروي الخبر في زمن قد استقرئت فيه الأخبار ودونت فيفتش عنه فلا يوجد في صدور الرجال ولا في بطون الكتب۔

مفہوم: امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے جس چیز کا ذکر کیا وہ یہ ہے کہ حدیث اس زمانے میں روایت کی جائے یا ذکر کی جائے جب احادیث کا استقراء کیا جا چکا ہے اور تفتیش کے باوجود نہ محدثین کے سینوں میں ملے اور نہ کتب احادیث میں (تو ایسی روایت موضوع ہوتی ہے)

(کتاب تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ 1/7)

زیر بحث روایت کا بھی کتب احادیث میں سند او وجود تک موجود نہیں، لہذا اس اصول سے بھی یہ روایت موضوع ثابت ہوتی ہے۔ مشہور و معروف عالم مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب بھی ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اس روایت کے جھوٹے اور موضوع ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ کسی حدیث کی معتبر کتاب میں یہ روایت مذکور نہیں"

(فتاوی شارح بخاری 1/307)

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ علم حدیث کے دو مشہور و معروف اصولوں کے تحت یہ روایت بے اصل و باطل ہے اس کی نسبت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف کرنا حرام ہے۔

یہ روایت کہاں سے ثابت ہے

معزز ناظرین آپ کے اور مفتی صاحب کے علم میں اضافہ کے لیے ہم یہ عرض کر دیتے ہیں کہ یہ روایت دراصل شیعوں کی گھڑی ہوئی روایت ہے، ملاحظہ فرمائیں، ذیل میں روایت کے ساتھ ساتھ اس کی تحقیق و تنقیح بھی پیش کی جارہی ہے۔

شیعوں کی معروف کتاب "علل الشرائع" میں ہے:

حدثنا أحمد بن محمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني رضي الله عنه قال: حدثنا محمد بن إبراهيم بن أسباط قال: حدثنا أحمد بن محمد بن زياد القطان قال: حدثنا أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله قال حدثني عيسى بن جعفر العلوي العمري عن آبائه عن عمر بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليه السلام: ان النبي صلى الله عليه وآله سئل مما خلق الله تعالى الكلب، قال: خلقه من بزاق إبليس، قيل: وكيف ذاك يا رسول الله؟ قال: لما أهبط الله تعالى آدم وحواء إلى الأرض أهبطهما كالفرخين المرتعشين، فعدا إبليس الملعون إلى السباع وكانوا قبل آدم في الأرض فقال لهم: ان طيرين قد وقعا من السماء لم ير الراؤن أعظم منهما، تعالوا فكلوهما فتعادت السباع معه وجعل إبليس يحثهم ويصيح ويعدهم بقرب المسافة فوقع من فيه من عجلة كلامه بزاق فخلق الله تعالى من ذلك البزاق كلبين أحدهما ذكر والآخر أنثى۔

(علل الشرائع: باب علة خلق الكلب: جلد 2/ صفحہ 496)

مذکورہ روایت کا جواب:

عمر بن علي رضي اللہ عنہ سے روایت کرنے والا راوی "**عيسى بن جعفر العلوي العمري**" اہلسنت کے راویان حدیث میں سے نہیں بلکہ شیعہ راویوں میں سے ہے

(بحار الانوار 11/207)

اور اس سے روایت کرنے والا راوی "**أبو الطيب أحمد بن محمد بن عبد الله**" بھی مجہول ہے۔

سند میں موجود پہلا راوی "**أحمد بن محمد بن محمد بن عيسى العلوي الحسيني**" بھی مجہول ہے۔

اور صاحب کتاب "علل الشرائع" "**محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي المعروف الشيخ الصدوق**" متروک الحدیث ہے۔

امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن بابويه رأس الإمامية أبو جعفر ، محمد بن العلامة علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي ، صاحب التصانيف السائرة بين الرافضة .

(سیر أعلام النبلاء 16/304)

امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

كان من شيوخ الشيعة ومشهوري الرافضة«

(تاریخ بغداد: جلد 3/ صفحہ 303)

اولاً تو شیعوں کے مآخذ کی اہلسنت کے ہاں کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ لوگ تقیہ باز ہوتے ہیں اور ان کے ہاں جھوٹ بولنا کوئی گناہ نہیں

مگر اس اصول پر بھی یہ روایت سند کے لحاظ سے موضوع ہے۔

آخری بات:

محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الحئی فرنگی محلی علیہ الرحمہ "الآثار المرفوعہ فی الاحادیث الموضوعہ" کے مقدمہ میں اس حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ حدیث وضع والے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :

الثامن : قوم حملهم على الوضع قصد الاغراب و الاعجاب و هو كثير فى القصاص و الوعاظ اللذين لا نصيب لهم من العلم و لا حظ لهم من الفهم .... فان كثيرا من الزهاد كانوا جاهلين غير مميزين بين ما يحل لهم و ما يحرم عليهم . فكانوا يظنون ان وضع الاحاديث ترغيبا و ترهيبا لا باس به بل هو واجب للاجر ؛ الا ترى الى عباد زماننا ممن لم يمارس العلوم و

لم يوفق لخدمة ارباب الفهم كيف انهمكوا فى ارتكاب البدعات ظنا منهم ان ارتكابها من الحسنات.

(الآثار المرفوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، ص:18، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یعنی موضوع روایات گڑھنے والوں میں ایک گروہ ان واعظوں اور گوّیوں کا بھی ہے، جن کو نہ علم ہے اور نہ فکر و فہم۔ ان کا مقصد عجیب و غریب باتیں عوام میں پھیلانا ہے اور اسی مقصد کے تحت وہ احادیث گڑھتے ہیں............ اسی طرح بہت سارے جاہل صوفیہ اور زاہد انِ خشک جنھیں حلال و حرام کی تمیز نہیں ہے، وہ گمان کرتے ہیں کہ ترغیب و ترہیب (بشارت و عید) سے متعلق احادیث گڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ باعثِ اجر اور کارِ ثواب ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آج کل کے بے عمل زہاد و عباد جنھوں نے نہ اکتسابِ علوم کیا ہے اور نہ اربابِ علم و فہم کی صحبت اٹھائی ہے، وہ طرح طرح کی بدعات و خرافات میں ملوث ہیں اور انہیں داخلِ حسنات گردانتے ہیں۔

علامہ حافظ ابن صلاح نے بھی اس قسم کے گروہ کی نشان دہی فرمائی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

و الواضعون للحديث اصناف ، و اعظم ضررا قوم من المنسوبين الى الزهد وضعوا الحديث احتسابا فيما زعموا فتقبل الناس موضوعاتهم ثقة منهم بهم و ركونا اليهم . ثم نهضت جهابذة الحديث بكشف عوارها و محو عارها و الحمد لله.

(مقدمہ ابن صلاح، ص:99، دار الفکر، بیروت)

تمت بالخیر